رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔

ایڈیٹر۔ میر قاسم علی احمدی

بدر

قادیان

"تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸۔

جلد ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں!

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت ہفتہ زیر اشاعت میں بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی رہی الحمد للہ

(۲) ۱۶ اکتوبر کو خلیفہ صلاح الدین صاحب خلف ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی اور ۱۷ اکتوبر کو میاں قدرت اللہ صاحب تاجر دو کاندار قادیان کی دعوت ولیمہ ہوئی۔ جس میں غیر احمدی اصحاب بھی مدعو کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کیلئے یہ شادیاں مبارک ہوں۔ آمین

(۳) نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر دیجاتی ہے۔ کہ منشی فیاض علی صاحب متوطن سراوہ ضلع میرٹھ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی اور ۳۱۳ والی فہرست میں داخل تھے۔ ۱۶ اکتوبر کو دہلی میں بعمر ۹۰ سال فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۸ اکتوبر کو جنازہ قادیان لایا گیا۔ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے کثیر احباب کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور کندھا دے کر بہشتی مقبرہ میں لے گئے۔ جہاں صحابہ والے قطعہ× اراضی میں دفن کئے گئے۔ مرحوم نہایت مخلص اور صاحب کشوف تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اس صدمہ میں ہمیں مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے

استقبالیہ کمیٹی حالی سنٹینری پانی پت

مولانا حالی مرحوم و مغفور کی سنٹینری کے موقعہ پر جو مشاعرہ ۲۶ اکتوبر کی شب کو ساڑھے آٹھ بجے ہونا قرار پایا ہے اس کے لئے ذیل کے مصرعے طرح تجویز ہوئے ہیں۔

مصرعہ طرح	قافیہ	ردیف
(۱) نہ محمل آیا نظر نہ ناقہ فقط کچھ اٹھتا غبار دیکھا۔	غبار۔ ہزار	دیکھا
(۲) بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یاں سزا کے بعد	سزا۔ خطا	کے بعد
(۳) حل ہونگی مشکلیں نہ یہ آسان کئے بغیر۔	آسان۔ بیجان	کئے بغیر

مشاعرہ کے جلسہ کی صدارت کیلئے جناب ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب بالقابہ سے درخواست کی گئی ہے۔ شعراء کرام و ارباب ذوق سے درخواست ہے کہ وہ بزم مشاعرہ کو اپنی تشریف آوری سے رونق بخشیں

(محمد بدر الاسلام فضلی لائبریری سکرٹری حالی سنٹینری پانی پت)

لڑکیوں کے لئے سنہری موقعہ

روز بروز بڑھتی ہوئی بیکاری کا آخری علاج یہ ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کو زنانہ دستکاری اسکول دہلی میں داخل کرکے انگلینڈ امریکہ جرمنی۔ جاپان کی ۶۸ دستکاریاں سکھا دیجئے۔ کہ جن میں نہ سرمایہ کی ضرورت ہے نہ مشینوں کی نہ دکان کھولنے کی اور یقیناً اسمیں دگنا منافع ہے جس سے ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہر ایک عورت کما سکتی ہے جو یہاں نہیں آسکتیں۔ وہ بذریعہ تحریر سیکھنے کی تراکیب مفت منگوائیں۔

(منیجر انڈسٹریل اسکول معرفت اخبار سلطنت بلی ماراں دہلی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیوں کرنے سے غیرت نہیں آتی۔ (۳) فقرہ ۱، ۲ کے مفہوم سے وہ کیا سمجھے ہیں۔ دوسرے فرقہ ہا کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنے کا کیا مطلب ہے

(۲۳) ذرا اور ملاحظہ فرمائیے :۔

"اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا۔ اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے۔ اور مجھکو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے۔ تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ مومن ہے۔ تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھیرا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۴)

(۱) خدا اور رسول کے بیان کو نہ ماننے والا۔

(۲) قرآن کی تکذیب کرنے والا۔

(۳) عمداً خدا تعالےٰ کے نشانوں کو رد کرنیوالا۔

(۴) باوجود صدہا نشانوں کے حضرت مسیح موعودؑ کو (نعوذ باللہ) مفتری ٹھیرانے والا۔

اہل پیغام کے خیال مبارک میں خدا کے نزدیک کیا رتبہ رکھتا ہے۔ کیا اس قسم کے اشخاص کے پیچھے نماز جائز ہے۔ رشتہ ناطہ جائز ہے؟

(۲۴) کسی کو کافر کہنے والا اور نہ ماننے والا خدا کے نزدیک ایک ہی قسم کا کافر ہے۔

(دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

بس فیصلہ ہو گیا۔ کہ نہ ماننا بھی کفر ہے۔ اور کسی کو کافر کہنا بھی کفر۔ اور یہ دونوں ایک ہی قسم کا کفر ہے۔ یعنے غیر احمدی ہونا دوسرے کو کافر کہکر خود اپنے کفر پر مُہر کر دینے کے برابر ہے آگے اہل پیغام کی اپنی مرضی جو چاہیں کریں۔ لیکن مندرجہ ذیل حوالہ جات کو بھی ضرور پڑھیں۔

(۱) "پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں۔ جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین و آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں۔ تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر مُہر لگا دی"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۴)

اب بتلاؤ مکفر مولویوں کے بارہ میں غیر مبائعین کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا پھر دائرہ اسلام کے اندر والا ڈھونگ ہی رچانا پڑے گا۔ یا مطابق عقیدہ حضرت مسیح موعود جوابی تکفیر کے مطابق انہیں کافر سمجھنا پڑے گا۔

(ب) حضرت مسیح موعود نے ان مولویوں کو جنہوں نے آپؑ کو کافر ٹھیرایا۔ اور ان پر کفر کا فتویٰ لکھا۔ مومن کہنے والوں (یعنی دیگر غیر احمدی احباب) کو منافق بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ چنانچہ منافقین کے بارہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ (یعنے منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے۔)

چنانچہ

آپؑ نے حقیقۃ الوحی ص ۱۶۵ پر فرمایا ہے۔ کہ

"ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں۔ کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں"

یعنے جب تک دوسرے غیر احمدی احباب اُن مکفر مولویوں کے کافر ہو جانے کے متعلق اشتہار شائع نہ کریں۔ وہ مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اشتہار شائع کرنے پر بھی اگر وہ خدا کے کھلے کھلے معجزات کی تکذیب کریں۔ تو بھی مسلمان نہیں کہلا سکتے یا دوسرے لفظوں میں جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل نہیں ہوتے۔ تب تک حضرت مسیح موعودؑ جوابی تکفیر کے

"کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہے"

کی رو سے اُن سب غیر احمدی احباب کو مسلمان نہیں سمجھ سکتے۔ اب غیر مبائعین بتلائیں۔ کہ ان کا دائرہ اسلام اس ضمن میں اپنی کیا رائے دیتا ہے۔

بالآخر

ایک ذیل کا حوالہ لکھ کر میں اپنی ڈیوٹی سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

"اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتوؤں کے ذریعہ سے کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے۔ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے۔ تو وہ کفر الٹ کر اُسی پر پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۰)

اور اپنے غیر مبائعین بھائیوں سے مؤدبانہ التجا کروں گا۔ کہ وہ اپنے عقیدہ میں ظاہرا تبدیلی نہ کریں۔ انہوں نے تو خود ہی اپنی اخبار پیغام جلد ۱۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء میں فرما دیا ہوا ہے۔ کہ

"حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپکی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے"

پھر اب کونسی کسر باقی رہ گئی۔ جب جس کو متابعت میسر نہیں اس کو نجات کہاں کی۔ ہاں اگر دائرہ اسلام کچھ ہمت کرے تو وہ اور بات ہے لیکن خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود کے تمامی دعاوی پر کامل ایمان عطا فرمائے۔ آمین ؛ والسلام ؛

(خاکسار عبدالکریم خان یوسف زئی سب پوسٹماسٹر گڑگپس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ ۔ قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء ۔ نمبر ۲۶

احسن الکلام کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حقیقت بیعت

یہ بیعت جو ہے اس کے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔ اس کی برکات اور تاثیرات اسی شرط سے وابستہ ہیں۔ جیسے ایک تخم زمین میں بویا جاتا ہے۔ تو اس کی ابتدائی حالت یہی ہوتی ہے کہ گویا وہ کسان کے ہاتھ سے بویا گیا۔ اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ اب وہ کیا ہوگا۔ لیکن اگر وہ تخم عمدہ ہوتا ہے۔ اور اس میں نشو و نما کی قوت موجود ہوتی ہے۔ تو خدا کے فضل سے اور اس کسان کی سعی سے وہ اوپر آتا ہے۔ اور ایک دانہ کا ہزار دانہ بنتا ہے۔ اسی طرح سے انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ تب وہ نشو و نما کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیوں نے بعض جگہ لکھا ہے۔ کہ اگر مرید کو اپنے مرشد کے بعض مقامات پر بظاہر غلطی نظر آوے تو اسے چاہیئے کہ اس کا اظہار نہ کرے۔ اگر اظہار کرے گا۔ تو خبط عمل ہو جاوے گا۔ (کیونکہ اصل میں وہ غلطی نہیں ہوتی۔ صرف اس کے فہم کا اپنا قصور ہوتا ہے) اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور تھا۔ کہ آپ آنحضرت صلعم کی مجلس میں اس طرح بیٹھتے تھے۔ جیسے سر پر کوئی پرندہ ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان سر اوپر نہیں اٹھا سکتا۔ یہ تمام ان کا ادب تھا۔ کہ حتی الوسع خود کبھی کوئی سوال نہ کرتے۔ ہاں اگر باہر سے کوئی نیا آدمی آکر کچھ پوچھتا۔ تو اس ذریعہ سے جو کچھ آنحضرت صلعم کی زبان سے نکلتا وہ سن لیتے۔ صحابہ بڑے متادب تھے۔ اس لئے کہا ہے کہ الفریضۃ کلہا ادبٌ۔ جو شخص ادب کے حدود سے باہر نکل جاتا ہے۔ تو پھر شیطان اس پر دخل پاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس کی نوبت ارتداد کی آجاتی ہے۔ اس ادب کو مدنظر رکھنے کے بعد انسان کو لازم ہے۔ کہ وہ فارغ نشین نہ ہو۔ ہمیشہ توبہ استغفار کرتا رہے۔ اور جو جو مقامات اسے حاصل ہوتے جاویں۔ ان پر یہی خیال کرے۔ کہ میں ابھی قابل اصلاح ہوں۔ اور یہ سمجھ کر کہ بس میرا تزکیہ نفس ہو گیا۔ وہاں ہی نہ اڈا بیٹھے۔

منافق کون ہے

یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے۔ جو ایفائے عہد نہیں کرتا۔ یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے۔ بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے۔ اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرام کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو کہا کہ اس لئے روتا ہوں۔ کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر صلعم کے پاس ہوتا ہوں۔ تو اس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ مگر جب ان سے جدا ہوتا ہوں۔ تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ یہ حالت تو میری بھی ہے۔ پھر دونوں آنحضرت صلعم کے پاس گئے۔ اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم منافق نہیں ہو۔ انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوا کرتی ہے۔ جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے۔ اگر وہ ہمیشہ رہے تو پھر فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔ تو اب دیکھو صحابہ کرامؓ اس نفاق اور دورنگی سے کس قدر ڈرتے تھے۔ جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے۔ تو وہ بھی منافق ہوتا ہے۔ دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے۔ یا ان کو جواب نہ دے۔ تب بھی منافق ہوتا ہے۔ اگر مومن کی سی غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے۔ جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب تک نفاق سے خالی نہ ہوگا۔ اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا کے حاصل ہوگی۔ ہمیشہ دعا کرو۔ کہ خدا اس سے بچاوے۔ جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے۔ تو وہ اس سلسلہ سے دور رہتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ اسفل السافلین رکھی ہے کیونکہ انہیں دورنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یکرنگی ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت صوفیوں نے لکھا ہے۔ کہ اگر چالیس دن تک رونا نہ آوے۔ تو جانو کہ دِل سخت ہو گیا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً۔ کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت مگر اس کے برعکس دیکھا جاتا ہے۔ کہ لوگ ہنستے بہت ہیں۔ اب دیکھو کہ زمانہ کی کیا حالت ہے اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ انسان ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتا رہے۔ بلکہ جس کا دل اندر سے رو رہا ہے۔ وہی روتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ کر خشوع اور خضوع سے دعا میں مشغول ہو۔ اور بالکل عجز و نیاز سے خدا کے آستانہ پر گر پڑے۔ تاکہ وہ اس آیت کے نیچے نہ آوے جو بہت ہنستا ہے۔ وہ مومن نہیں۔

اگر سارے دن کا نفس کا محاسبہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ ہنسی اور تمسخر کی میزان زیادہ ہے اور رونے کی بہت کم ہے۔ بلکہ اکثر جگہ بالکل ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو کہ زندگی کس قدر غفلت میں گذر رہی ہے۔ اور ایمان کی راہ کس قدر مشکل ہے۔ گویا ایک طرح سے مرنا ہے۔ اور اصل میں اسی کا نام ایمان ہے۔

ایمان جب لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں کیا ہم نماز نہیں پڑھتے۔ کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ ان لوگوں کو حقیقت ایمان کا علم نہیں ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو وہ ایسی باتیں نہ کرتے۔ اسلام کا مغز کیا ہے۔ اس سے بالکل بے خبر ہیں۔ حالانکہ خدا کی یہ عادت قدیم سے چلی آئی ہے۔ کہ جب مغز اسلام چلا جاتا ہے۔ تو اس کے از سرِ نو قائم کرنے کے واسطے ایک کو مامور کر کے بھیج دیتا ہے۔ تاکہ کھائے ہوئے اور مرے دل پھر زندہ کئے جاویں۔ مگر ان لوگوں کی غفلت اس قدر ہے۔ کہ دلوں کی مُردگی محسوس نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجھہٗ للہ وھو محسن فلہٗ اجرہٗ عند ربہ ولاخوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون۔ یعنے مسلمان وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔ اور نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جاوے۔ گویا اس کے قویٰ خدا تعالےٰ کے لئے مر جاتے ہیں۔ گویا وہ اس کی راہ میں ذبح ہو جاتا ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اس اسلام کا نمونہ دکھایا کہ ارادۂ الٰہی کی بجا آوری میں اپنے نفس کو ذرا بھی دخل نہ دیا۔ اور ایک ذرا سے اشارہ سے بیٹے کو ذبح کرنا شروع کر دیا۔ مگر یہ لوگ اسلام کی اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ جو کام ہیں۔ اس میں ملونی ہوتی ہے۔ اگر کوئی ان میں سے رسالہ جاری کرتا ہے۔ تو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ روپیہ کما وے۔ بال بچے کا گذارہ ہو۔ ابھی حال میں ایک شخص کا خط آیا ہے۔ لکھتا ہے۔ کہ میں نے عبدالغفور کے مرتد ہونے پر اس کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں ایک رسالہ لکھنا شروع کیا ہے۔ امداد فرما دیں۔ ان لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ اسلام کیا شے ہے۔ خدا کی طرف سے کوئی نفخ روح اس میں نہیں۔ لیکن رسالہ لکھنے کو طیار ہے۔ ایسے شخص کو چاہیئے تھا۔ کہ اول تزکیہ نفس کے لئے خود یہاں آتا۔ اور پوچھتا اور اول خود اپنے اسلام کی خبر لیتا۔ لیکن عقل دیانت اور سمجھ ہوتی تو یہ کرتا۔ مقصود تو اپنی معاش ہے۔ اور رسالہ کو ایک بہانہ بنایا ہے۔ ہر ایک جگہ یہی بدبو آتی ہے۔ کہ جو کام ہے خدا کے لئے نہیں۔ بیوی۔ بچوں کے لئے ہے۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تائیدیں اور نصرت کا ہاتھ خود اس کے کاموں سے معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور آخر کار انسان مشاہدہ کرتا ہے۔ کہ ایک غیب کا ہاتھ ہے۔ جو اسے ہر میدان میں کامیاب کر رہا ہے۔ انسان اگر اس کی طرف چلکر آوے۔ تو وہ دوڑ کر آتا ہے۔ اور اگر وہ اس کی طرف تھوڑا سا رجوع کرے۔ تو وہ بہت رجوع ہوتا ہے۔ وہ بخیل نہیں ہے۔ سخت دِل نہیں ہے۔ جو کوئی اس کا طالب ہے۔ تو اس کا اول طالب وہ خود ہوتا ہے۔ لیکن انسان اپنے ہاتھوں سے اگر ایک مکان کے دروازے بند کر دیوے۔ تو کیا روشنی اس کے اندر جاویگی۔ ہرگز نہیں۔ یہی حال انسان کے قلب کا ہے۔ اگر اس کا قول و فعل خدا کی رضا کے موافق نہ ہوگا۔ اور نفسانی جذبات کے تلے وہ دبا ہوا ہوگا۔ تو گویا دل کے دروازے خود بند کرتا ہے۔ کہ خدا کا نور اور روشنی اس میں داخل نہ ہو۔ لیکن اگر وہ دروازوں کو کھولے گا۔ تو معاً نور اس کے اندر داخل ہوگا۔ (بدر)

"انبیاء کی توہین اور ہندو"

سچے مذہب کی یہ نشانی ہے کہ اللہ تعالےٰ جو اس کے بھیجنے والا ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہو۔ اور اس کا یہ دعویٰ بھی اسی کتاب الٰہی میں مذکور ہو۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہو۔ نیز اس مذہب میں سلسلہ الہام ہمیشہ ہمیش جاری ہو۔ تاکہ عرصہ دراز کے بعد اگر اس میں کوئی شک یا انسانی زیادتی ہو جاوے۔ تو سلسلہ الہام کے ذریعے اس کی تجدید کر دی جاوے۔ اور وہ مذہب پھر ویسے کا ویسا ہی پاک صاف ہو جاوے۔ جیسا کہ بوقت نزول تھا۔ اِن باتوں کے علاوہ الٰہی مذہب کی یہ ایک نشانی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہو اور تمام ہمسایہ انسانوں کے جذبات کا بھی خیال رکھے۔ جو اس کے مذہب کے منکر اور مخالف ہوں۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ خالق ہونے کے لحاظ سے تو ہر اس چیز کے جذبات کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانتا ہے۔ جو اس نے پیدا کی ہے۔ آج اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف مذہبوں کی بھرمار ہے۔ اگر غور سے دیکھا جاوے۔ تو یہ خصوصیات سوائے اسلام کے کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام و اسلام کی حفاظت کے لئے فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ یعنے تحقیق ہم نے اس ذکر یعنی قرآن مجید کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کے حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام کی حفاظت کے لئے ہر صدی پر مجدد آکر ضروری تجدید کرتے رہے ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ اسلام میں ایک اور خوبی ہے جو بے مثل اور لاثانی ہے۔ وہ یہ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہدایت یافتہ وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لاتے ہیں۔ اس چیز پر جو نبی کریمؐ کی طرف نازل کی گئی ہے۔ یعنی قرآن مجید اور ایمان لاوے۔ اس چیز پر جو نبی کریم صلعم سے پہلے لوگوں پر اتارا گیا ہے۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (پ ۱ ع ۱)

یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس نے ہم مسلمانوں کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہر اس شخص کی عزت کریں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ نازل ہوا ہو خواہ مسلمانوں نے اس کو دیکھا ہو یا نہ۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کوئی مسلمان پالتو یا کسی اور چیز کا کوئی ایسا نام نہیں رکھتے۔ جس سے کسی بزرگ یا اونار کی ہتک ہو۔ مگر ہمارے ہندو بھائی ایک بار نہیں بلکہ کئی بار دیکھا گیا ہے۔ کہ آئے دن ایسے نام اپنے گھر کے جانوروں کے رکھ دیتے ہیں۔ جو کہ بڑے بڑے پیغمبروں کے تھے۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ کہ پلول کے گدھے کے قصہ نے خطرناک صورت اختیار کر لی تھی۔ ابھی وہ غم بھولا ہی نہ تھا۔ کہ حال ہی میں اخبارات میں یہ خبر گشت لگاتی ہوئی دکھائی دی ہے۔ کہ کسی راجکمار نے اپنے کتے اور کتیا کا نام یوسف اور زلیخا رکھا ہے۔

اس راجکمار کے ان ناموں پر اگر غور کیا جاوے۔ تو اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے دلوں کو دکھانے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ دوم یہ کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اتنا قابل احترام خیال نہیں کیا۔ جتنا کہ مسلمان لوگ انکو خیال کرتے ہیں

وجہ اوّل کو اگر دیکھا جاوے اور سمجھا جاوے۔ کہ اس نے ایسی حرکت مسلمانوں کے دلوں کو دکھانے کے لئے کی ہے۔ تو ایسے شخص کے لئے جسے اپنی ہندو و مسلم رعایا سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ یہ فعل قابل تحسین نہیں بلکہ قابل نفرین ہے کیونکہ جب والیان ریاست اور ملک ہی ایسے کام کرنے لگیں۔ جس سے ان کی رعایا کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ تو پھر عوام کا کیا کہنا۔

دوم۔ اور اگر اس نے یہ نام محض دلچسپی اور خوش طبعی کے لئے رکھ لئے ہیں۔ تو کیوں راجچندر اور سیتا رکھ لئے گئے۔ اس کا راجچندر اور سیتا نام نہ رکھنا بھی دو وجہ پر منحصر ہے ایک تو یہ کہ وہ اپنے بزرگوں کو ہمارے بزرگوں سے زیادہ قابل احترام خیال کرتا ہے۔ اور دوسرے اسلام کے اس لاثانی اور بے مثل اصول یعنے ہر ایک کے مذہبی پیشوا کا احترام کرنا لازمی ہے سے بکلی ناواقف ہے۔

المختصر۔ اس نے خواہ کسی وجہ سے نام رکھ لیا ہے۔ اس سے ہمارے عظیم الشان نبی حضرت یوسف علیہ السلام کی ہتک کی گئی ہے۔ اور اگر ایسے ہی تاجدار پیدا ہونے لگے۔ تو ہندوستان میں امن ہونا محال ہو جائے گا۔ ان کو چاہیئے کہ بہت جلد اس کے بارے میں معذرت کر کے ان ناموں کو تبدیل کر دیں۔ اور خدا کی غیرت سے ڈر جائیں۔ جو اپنے نبیوں کے متعلق وہ رکھتا ہے

کاش کہ ہمارے مسلمان بھائی قرآن مجید کو ایک قصوں کی کتاب نہ سمجھتے۔ بلکہ ان پارینہ قصوں کو چھوڑ کر اس کی تفسیر موجودہ زمانے کے مطابق کرتے۔ تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ میں اس راجکمار کی اس حرکت کا ذمہ دار کسی حد تک مسلمانوں کے ان عقائد کو بھی سمجھتا ہوں۔ جو انہوں نے تفاسیر میں حضرت یوسفؑ و زلیخا کے متعلق خود بخود ہی بنا رکھے ہیں۔ اب بھی وہ اگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں تحریر کئے ہوئے اخلاقی جرائم سے بچا کر انہیں حلقہ اسلام میں شامل کر سکتے ہیں

(خاکسار محمد ذکاء اللہ خان از بھائی پھیرو)

برسیم کی کاشت

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

موسم سرما کے چارہ کی کاشت کا وقت آگیا ہے۔ زمیندار ان حسب معمول شلغم وغیرہ جس کو وہ ساگ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ کاشت کرینگے۔ اس ساگ کی چونکہ پیداوار کم ہوتی ہے۔ اور وہ کٹائی بھی ایک ہی دیتا ہے۔ بدیں وجہ بیچارے کسان کا کثیر رقبہ چارہ کی کاشت کی نذر ہو جاتا ہے

برسیم ایک نیا چارہ ہے۔ جس کی کاشت نئی آبادیوں میں دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ پرانی بستیوں میں لوگ اس کے نام سے ابھی اچھی طرح واقف نہیں۔ برسیم ماہ ستمبر کے آخری ایام یا ماہ اکتوبر کے شروع میں بویا جاتا ہے۔ اس کی کاشت کیواسطے کسی خاص تردد کی ضرورت نہیں۔ صرف معمولی محنت درکار ہے۔ بونے سے پیشتر زمین میں حل چلا دینا چاہیئے۔ تاکہ زمین نرم ہو کر پانی اچھی طرح سے جذب کر سکے۔ اور بیج باسانی مٹی سے ڈھک جائے۔ بیج دس سے بارہ سیر فی ایکڑ ڈالا جاتا ہے۔ زمین کو پہلے اچھی طرح پانی دینا چاہیئے اور بعد ازاں کھڑے پانی میں بیج بکھیر دینا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس زمین میں اسے پہلی دفعہ کاشت کرنا مطلوب ہو اس میں مخصوص جراثیم داخل کرنا ضروری ہے یہ ایک قسم کا ٹیکہ ہوتا ہے۔ اور اس کے نہ کرنے سے پیداوار کم ہوتی ہے۔ یہ ٹیکے کا ڈبہ افسران زراعت کی معرفت مل سکتا ہے۔ ایک ایکڑ کے واسطے ایک ڈبہ کافی ہے۔ جب فصل ایک بالشت ہو جائے۔ تو اس کی پہلی کٹائی لے لینی چاہیئے۔ اس کے بعد فصل خوب بڑھتی اور پھلتی ہے۔ اچھی اور طاقتور زمین میں اس کی فصل چھ بار تک کاٹی جا سکتی ہے۔ اور فی کٹائی ۲۳ دن سے ایک ماہ میں تیار ہو جاتی ہے۔ اگر زمین عمدہ ہو۔ اور پانی ہر وقت دیا جائے۔ تو اس کا ایک ایکڑ اتنا ہی کافی ہے۔ جتنا کہ معمولی شلغم وغیرہ کے کئی ایکڑ۔ اور بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ سینجی اور مشقتل سے بعض وقت مویشیوں کو اچھارہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے کبھی بھی یہ تکلیف نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اس کا چارہ ماہ جون تک حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر بیج لینا ہو تو فروری کے بعد کٹائی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور جو فصل بیج کے لئے رکھا جائے۔ اس کو بار بار پانی نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ بار بار پانی دینے سے پھول نکلتے رہتے ہیں۔ اور فصل جلد پکنے میں نہیں آتی۔ زمینداروں کے لئے برسیم ایک نعمت ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ مندرجہ بالا فوائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی کاشت کریں۔ تاکہ چارہ کا رقبہ کم کر سکیں۔ اور باقی ماندہ رقبہ کسی اور قیمتی فصل کے واسطے استعمال کریں۔ برسیم کے بیج کا انتظام محکمہ زراعت کی معرفت ہو سکتا ہے۔ ٹیکہ بھی افسران محکمہ زراعت کی معرفت معمولی قیمت پر مل سکتا ہے۔ اس کے متعلق مزید معلومات کی ضرورت ہو تو مقامی افسران محکمہ زراعت سے دریافت کی جا سکتی ہیں۔

مسلمان تاجر اور مسلمان کاریگر
توجہ کریں

مسلم چیمبر آف کامرس پنجاب نے ہائی مسلم تحریک کے سلسلہ میں ذیل کا انتظام کیا ہے۔

(۱) جن مسلمانوں کو ہندوؤں نے اس تحریک کے سلسلہ میں کام سے علیحدہ کیا ہے۔ وہ تمام کوائف دفتر میں درج رجسٹر کرائیں۔ تاکہ اسلامی اور انگریزی کارخانوں میں ان کی کھپت کا انتظام کیا جائے۔

(۲) تمام مسلمان تاجر۔ مسلمان کاریگر یا مسلمان نوجوان ہر قسم کی کاروباری اطلاع اور کاروباری مشورہ ہر روز بارہ بجے اور تین بجے دوپہر کے درمیان بالکل مفت دفتر سے طلب کر سکتے ہیں۔ بیرون لاہور سے خرچ ڈاک بھیجکر واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۳) ان ہندو تاجروں یا دیگر اشخاص کی اطلاع دفتر میں پہنچانی ضروری ہے۔ جو پرامن بائی مسلم تحریک کے راستہ میں حائل ہوتے ہیں۔ تاکہ حکام بالا کو اس شرارت پسند عنصر کی اطلاع دی جائے۔

یہ چیمبر کی رائے میں بائی مسلم تحریک مسلمانوں کے لئے فائدہ کا باعث ہے۔ اور اس کے مقابلہ پر بائی ہندو تحریک مسلمانوں کو کوئی مستقل نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ ہندوؤں نے ایک ہزار سال سے اپنی تمام خوراکی۔ پوشاکی اور دیگر ضروریات ہندوؤں سے ہی پورا کرنے کا انتظام کر رکھا ہے۔

یہ رائے عام کوائف کا مطالعہ کرنے کے بعد دی گئی ہے۔

(جائنٹ سکرٹری مسلم چیمبر آف کامرس پنجاب تاج محل ہوٹل۔ انارکلی لاہور)

ستر روپیہ کے سرمایہ سے مکھن کی تجارت
صرف ستر روپے کے سرمایہ سے ڈیڑھ سو روپیہ

ماہوار بلکہ اس سے کچھ زیادہ آمدنی ہو سکتی ہے۔ اور ایک پنٹ دودھ سے ایک پونڈ مکھن تیار کیا جا سکتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مکھن روزمرہ کی ضروریات میں شامل ہے۔ لیکن چونکہ خالص دودھ کمیاب اور گراں ہے۔ اس لئے لوگوں کو مکھن نکالنے اور فروخت کرنے میں چنداں منافع نہیں ہوتا۔ اور عام طور پر ایک پنٹ دودھ میں نصف پونڈ سے کچھ کم مکھن نکل پاتا ہے۔ لیکن اگر ذیل کی ترکیب پر عمل کیا جائے۔ تو مکھن کی مقدار دوگنی ہو جائے گی۔ علاوہ بریں اعلےٰ درجہ کا مکھن تیار ہوگا۔ ترکیب اس قدر آسان ہے۔ کہ آپ کو کوئی دقت و دشواری محسوس نہ ہوگی۔ اور اگر آپ دو چار پھیری والوں سے معاملہ کر لیں گے۔ تو روزانہ مکھن کی کافی مقدار کی نکاسی ممکن ہوگی۔ اور دو چار پھیری والوں کو مناسب کمیشن پر اپنا مال بیچنے کے لئے آمادہ کر لینا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بہرکیف وہ مخصوص ترکیب یہ ہے۔ کہ پہلے حسب ذیل اجزا کا سفوف تیار کر لیجئے۔

پھٹکڑی ۴ اونس۔ ببول کا گوند ½ اونس پیس (انگریزی دوا) ۵۰ گرین۔ یہ سفوف ایک پنٹ تازہ دودھ میں ایک چائے کا چمچہ بھر ڈالکر خوب آمیز کیجئے۔ اور اس کے بعد مکھن نکالئے۔ امید ہے کہ ایک پنٹ دودھ میں ایک پونڈ مکھن نکلے گا۔

لیکن آپ کو اس مقصد کے لئے ایک مکھن نکالنے والی مشین درکار ہوگی۔ ایک ارزاں اور کارآمد مشین "ڈیزی بٹر چرن" کے نام سے ہر ایک انگریزی بڑی دوکان میں فروخت ہوتی ہے۔ یہ بہت ہلکے ہاتھ سے چلتی ہے۔ اور نہایت تیز کام کرتی ہے۔ اس کی قیمت پانچ چھ روپے ہے۔

اگر محنتی آدمی یہ انتظام کرے کہ اسے ایک مقررہ نرخ پر خالص دودھ روزانہ مل جایا کرے تو وہ بے تکلف ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کے قریب پیدا کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اعداد و شمار کے ذریعہ سے اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرض کیجئے۔ کہ خالص دودھ پانچ روپے فی من مل سکتا ہے۔ اور ایک قلی جس سے مکھن نکالنے کا کام لیا جائے۔ دس روپے ماہوار پر بہم پہنچایا جا سکتا ہے۔ آپ کو ایک مہینہ میں ۵ من دودھ درکار ہوگا۔ جس کی قیمت پچیس ۲۵ روپے (روپیہ) ہوئی۔ اور دس روپیہ ماہوار قلی کی تنخواہ ملا کر کل رقم ۳۵ روپے ہوتی ہے۔

فرض کیجئے کہ یکمن دودھ بیکار جائے گا۔ اور ۴ من مکھن تیار ہوگا۔ اگر مکھن کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ فی سیر مانی جائے تو ۴ من کی قیمت دو سو چالیس ۲۴۰ روپیہ ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو کام شروع کرنے سے پہلے مکھن کی روزانہ نکاسی کا انتظام کر لینا چاہیئے۔ اور اگر آپ کا قیام کسی متوسط درجہ کے شہر میں ہے تو یہ بات معمولی کوشش سے ممکن ہے اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تو ہوٹلوں۔ قہوہ خانوں اور کلبوں میں بھی اپنا مکھن فروخت کر سکتے ہیں۔ بہرکیف ایکمن دودھ کی قیمت نکالکر آپ کی ماہانہ آمدنی ماللعہ قرار پاتی ہے۔ اس رقم میں آپ کے مصارف بھی شامل ہیں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں

ڈیزی بٹر چرن (مشین) زیادہ سے زیادہ قیمت	
اندازاً	عہ
متفرق مصارف	عہ
۵ من دودھ کی قیمت	عہ
سفوف کی لاگت تقریباً	عہ
قلی کی تنخواہ	عہ
کل میزان مصارف	۵۵

اس رقم کو ۲۴۰ روپے میں سے منہا کر دیا جائے تو قریباً ماہ ۱۸۲ ربا قی رہتے ہیں۔ لیکن اگلے مہینوں میں مشین کا صرفہ نہیں ہوگا۔ لہذا آمدنی میں ۷ کی مزید رقم اضافہ کرنی چاہیئے۔ جس کے بعد ماہانہ مجموعی آمدنی ۱۸۹ قرار پائے گی۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ آپ ۱۰ یا ۱۲ پونڈ مکھن سے زیادہ روزانہ نکاسی کا انتظام نہ کر سکیں۔ اور اپنا کاروبار صرف ستر روپے کے سرمایہ سے شروع کریں۔

کاروبار میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد جب آپ کے پاس معقول سرمایہ ہو جائے تو آپ کئی مشینیں لگا سکتے ہیں۔ اور صدہا پونڈ مکھن روزانہ تیار کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح آپ کی ماہانہ آمدنی سینکڑوں سے متجاوز ہو کر ہزاروں تک پہنچ سکتی ہے۔ (ماخوذ)

پیغامی مشن

غیر مبائعین کا عقیدہ مطابق عقیدہ حضرت مسیح موعودؑ ہرگز نہیں

مجھے یہ محسوس کر کے کہ آج کل عموماً چندہ کی فراہمی کی غرض سے حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ میں غیر مبائعین کی طرف سے تخفیف کی جا رہی ہے۔ سخت رنج ہے۔ حق کو چھپانا سخت ظلم ہے۔ تلبیس سے کام لینا غائت درجہ کی بددیانتی ہے۔ انجمن احمدیہ کو دو مختلف شہروں میں قائم کرنا اور بات ہے۔ لیکن عقیدہ میں اختلاف کر جانا اپنی سابقہ زندگی پر پانی پھیر دینے کے مترادف ہے۔ کیا ہی خوب ہوتا کہ پیغامی حضرات تعصب کی عینک اُتار کر حضرت مسیح موعودؑ کے اصل عقیدہ پر غور کرتے اور تلبیس کو ترک کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسا کرنے کی جلد توفیق بخشے۔ آمین۔

اِس تمہیدی نوٹ کے بعد میں اہل پیغام سے چند ایک سوالات کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ غیر مبائعین نہایت ٹھنڈے دل سے ذرا اپنے اور حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدوں کا موازنہ کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ مندرجہ ذیل حوالہ جات پڑھنے پر انہیں عیاں ہو جائے گا۔ کہ وہ کس قسم کی تلبیس سے کام لے رہے ہیں۔ اور انہیں کوئی خدا کا خوف لاحق نہیں۔ آخر سب نے مرنا ہے۔ وہاں خالق ذوالجلال کے دربار میں جو دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔ کیا جواب دینگے۔ وہاں یہ دنیاوی تعصب ہرگز وکالت نہیں کریگا۔ وہاں تو خداوند کریم نیتوں پر فیصلہ کرے گا۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ہے۔ اور زبان پہ کچھ (اور ایسا ضرور ہے) تو بس کوئی ٹھکانا نہیں۔ کیونکہ خداوند کریم قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ حق میں جھوٹ کی آمیزش مت کرو۔ یہ بڑا سخت ظلم ہے۔ پھر جو ایسا عمداً کریں۔ وہ خدا کے نزدیک کس حیثیت میں پیش ہوں گے۔ ذرا گریبان میں منہ ڈالکر نہایت صبر و سکون سے سوچ لیں۔ اور ذیل کے سوالات کے جوابات نہایت متانت اور سنجیدگی سے دیں۔ تاکہ کئی بچھڑے ہوئے بھائیوں کو خداوند کریم پھر ملا دے۔ آمین۔

سُنیئے

حضرت مسیح موعودؑ حقیقۃ الوحی ص۱۸۱ پر فرماتے ہیں

"یہ ظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمداً نہ ہو تب بھی وہ نقصان رساں ہوتا ہے"

کیا اہل پیغام ذرا ٹھنڈے دل سے اس حوالہ پر غور فرمائیں گے۔ اور بتلائیں گے۔ کہ کیا کھلے کھلے نشانات کا جو حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے نہ ماننا۔ گو عمداً ہو یا نہ عمداً ہو نجات کے لئے روک حائل نہیں ہے۔ ایسا کرنا جب نقصان پہنچاتا ہے۔ تو آخر کس چیز کو نقصان ہوتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے؟ اور کیا اس نقصان سے نہ ماننے والے کو مسلمان ظاہر کرنے میں کوئی ماشہ بھر بھی کمی نہیں ہوتی۔ ذرا صبر سے جواب دینا۔ کہیں ٹھوکر کا موجب نہ بن بیٹھنا۔

(۲) کیا حقیقۃ الوحی ص۴۵ کی عبارت جو ذیل میں درج ہے

"لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پہ ہاتھ مارنا ہے۔"

اہل پیغام کی نظروں سے کبھی نہیں گذری کیا حضرت مسیح موعودؑ کا منکر تیز تلوار پر ہاتھ مار کر پھر سالم کا سالم ہی سلامت رہ جاتا ہے۔ کیا کسیرہ بھر بھی اس کا ایمان کم نہیں ہوتا۔ اور کیا لفظ **مسلمان** میں سے جو چھ حروف پر مشتمل ہے ایک حرف بھی کم نہیں بولا جائیگا۔ حالانکہ اگر یہ **پورا لفظ** بھی تیز تلوار پر گرے تو سب حروف پاش پاش ہو جائیں۔ لیکن کیا وجہ ہے۔ کہ باوجود تلوار پر ہاتھ مارنے کے بھی اہل پیغام کے خیال میں مسلمان کا کوئی **عضو اسلام** بھی زخمی نہیں ہوتا؟

(۳) پھر ذرا اربعین ۳ کے صفحہ ۳۷ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

"سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ..... اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نمازگاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ۔ یعنی **کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ**۔"

"افسوس! ان کھلے الفاظ نے بھی غیر مبائعین کے دلوں کو کبھی پگھلا نہیں دیا۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ **کامل پیروی حضرت مسیح موعود سے ہی نجات ہے**۔ اگر واقعہ ہی ایسا ہے۔ اور ضرور ہے تو کیا منکرین کو بھی باوجودیکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو مامور من اللہ صحیح تصور نہیں کرتے۔ ضرور نجات ہوگی؟ اور حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بارہ میں ان کے مسلمان ہونے میں کوئی روڑا نہ اٹکیگا۔ اگر ان کی نجات نہیں ہوگی۔ اور ہرگز نہیں ہوگی۔ تو لفظ **مسلمان** چہ معنی دارد؟

(۴) پھر نجات کے متعلق کوئی شک باقی ہو۔ تو اربعین ۳ ص۳۰ کی عبارت ذرا زور سے پڑھیئے۔

"اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں ان کو کہدے کہ اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے ..... اے آدم اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ یعنے ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے۔ گو وہ تیری بیوی ہے یا تیرا دوست ہے نجات پائیگا۔ ..... (حاشیہ) یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔ کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ۔ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے۔"

کیا اس میں یہ صاف مفہوم موجود نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ صرف ان سے محبت کرتا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ان کی کامل طور پر پیروی کرتے ہیں۔ ذرا سوچنے کا مقام ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے سے ہی خدا کی محبت وابستہ ہے۔ اور وہی نجات پائیگا۔ جو آپ سے تعلق رکھتا ہو۔ اور کامل پیرو ہو۔ جب نہ ماننے والوں سے خدا کی محبت ہی اٹھ گئی اور نجات ہی نہ پا سکے۔ تو کیا لفظ **مسلمان** کا کوئی عضو ذرا بھر بھی لنگڑا نہ ہوگا۔ کیا یہ پورا ہی لفظ بولا جائیگا ان کے متعلق جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان نہ لائیں افسوس دل پھٹا جاتا ہے کہ باوجود اس قدر صریح وضاحت کے بھی دائرہ اسلام لئے پھرنا کیا پالیسی رکھتا ہے بہتر تھا۔ کہ ایک ہی دفعہ اعلان کر دیتے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ سے ہم متفق نہیں۔ تو دنیا پر آئندہ کے لئے جو بددیانتی کے شکوک پیدا ہوتے تھے۔ وہ رک جاتے۔ لیکن چندہ؟ آخر کہاں سے روپیہ آئے جو کارو بار چلے کیونکہ خداوند کریم کی نصرت حق کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور وہ ان سے کوسوں دور بوجہ تلبیس کے بھاگتی چلی جا رہی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی ذرہ بھی مخالفت باقی رہ جائے۔ اس سے خدا کی محبت نہیں ہو سکتی۔ پھر بتلائیے غیر مبائعین کا دائرہ اسلام انہیں کہاں لے جا کر نجات دلائیگا۔

(۵) کاش یہ متعصب غیر مبایعین اربعین ۳ ص۳۸ و ۳۹ کی اس عبارت کو ہی بغور پڑھتے۔ کہ

"تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم ہوگا۔ اور اس رب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائیگا۔ جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔"

تو انہیں پتہ لگ جاتا۔ کہ نجات فقط اسی فرقہ کو ہوگی جو آخر زمانہ کے ابراہیم (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) کو ماننے والے ہونگے۔ جب دوسرے فرقہ ہا اسلام کو نجات ہی نصیب نہ ہوگی۔ تو انہیں دائرہ اسلام کے اندر رکھا جائے یا باہر پھینک دیا جائے اُن کے کس کام۔

(۶) اسی ضمن میں حاشیہ اربعین ۴ ص۷ کی عبارت بھی قابل غور ہے۔

"اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں۔ سُنے۔"

کیا اس سے یہ متر شح نہیں ہوتا۔ کہ جب تک حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہ کی جائے۔ کوئی انسان ناجی نہیں بن سکتا۔ اس میں تو صاف مندرج ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت ایک نوح کی کشتی ہے۔ اور اس کشتی پر سوار ہونا یعنی سلسلہ احمدیہ کی بیعت کرنا ہی مدار نجات ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتا۔ کہ جو شخص بیعت میں شامل نہ ہو اور نجات نہ پا سکے۔ اس کو **دائرہ اسلام** کا لالچ کیا فائدہ دے سکتا ہے

(۷) کیا اچھا ہوتا اگر کم از کم اربعین ۴ ص۲۷ کی عبارت ہی غیر مبائعین کے دلوں پہ کچھ اثر کرتی۔

"اے نادان قوم یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔"

یہ مخالفین سلسلہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا آخری فیصلہ کے مترادف ہے۔ کیا اہل پیغام بتلا سکتے ہیں۔ کہ خدا سے لڑائی کرنا کوئی معمولی بات ہے۔ کیا ایسی لڑائی کرنے والا ضرور **مسلمان** کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۸) غیر مبایعین ذرا اربعین ۴ ص۳ کی یہ عبارت پڑھ کر بتلائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہمارے مخالف اُن پہلے منکروں کی طرح بن گئے ہیں ..... یا اُن یہود کی طرح جو حضرت مسیح کی تکذیب کیلئے اب تک یہ ان کی پیشگوئیاں کرتے ہیں"

کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مخالفوں کو پہلے زمانہ کے منکروں اور یہودیوں کی طرح بیان فرمانا کیا معنے رکھتا ہے۔ نیز یہودی صفت مسلمانوں کے متعلق اِن کا کیا فتویٰ ہے؟ ذرا سوچ کر جواب دینا۔

(۹) کلمہ گو کے متعلق ضمیمہ اربعین ۳ صـ۱۱ ملاحظہ فرمائیں۔

"جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑانا اُن شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالےٰ پر بھی ایمان نہیں اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور باطن میں اسلام کے بھی منکر ہیں"

غیر مبائعین اس عبارت سے کیا مطلب سمجھے؟ کیا جن کو خدا پر بھی ایمان نہیں اور باطن میں اسلام کے بھی منکر ہوں۔ لیکن زبان سے کلمہ پڑھیں انہیں دائرہ اسلام خرچہ گھیرے رکھے گا؟

(۱۰) اب حقیقۃ الوحی صـ۱۷۹ کی ذیل کی عبارت پڑھیئے

"پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کے براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور شناخت کر سکتے ہیں۔ وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہونگے۔ والا کفر۔ آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول نہ ماننے والا کفر اور خود حضرت مسیح موعودؑ کو نہ ماننے والا کفر۔ یہ سب کفر ایک ہی کفر کی قسم میں داخل ہیں۔ اگر اسلام کا انکار حضرت نبی کریم صلعم کا انکار انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں غیر مبائعین کی نظروں میں کچھ اٹکتا ہے۔

(۱۳) کیا؟ انہیں اربعین ۳ صـ۶ کی یہ عبارت :-

"بلکہ جس امر میں قرآن اور رسول کریم صلعم پر زد پڑتی ہو ایماندار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کرے"

ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے"

کیا ہی سلیس مضمون ہے۔ منکر کو مومن نہیں کہا جا سکتا۔ پھر کیا کہیں؟ وہ لفظ جو مومن کے مقابل پر ہو۔ لیکن اہل پیغام کا اپنا عقیدہ اخبارات کے ٹائٹل پر یہ بیان کرنا کہ "کوئی کلمہ گو کافر نہیں" خدا معلوم کیا معنی رکھتا ہے۔

(۱۲) پھر ذرا آگے چلیئے حضرت مسیح موعودؑ نے کفر کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں :-

"اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا۔ وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام سے انکار کرنے

ذرا سوچو مامور من اللہ کے انکار کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا کیا فتویٰ ہے۔ خدا کے لئے پانچ منٹ ثالث بنیں۔ اور غور کریں۔ کہ اگر وہ علماء جو خدا کے براہین اور نشانوں کو آسانی سے سمجھ سکتے ہوں اور شناخت کر سکتے ہوں۔ خدا کے فرستادہ کا انکار کر دیں۔ تو وہ کفر کے کس درجہ پر ہونگے۔

(۱۱) اسی صفحہ پر آپ فرماتے ہیں۔

"ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے

بھی بھول گئی ہے یعنی جو شخص مطابق احکام خدا اور رسول عمل نہ کرے۔ وہ ایماندار نہیں۔ اور وہ جو دوسرا پہلو اختیار کرے وہ پلید پہلو ہوتا ہے۔ کیا پھر ۱۲ میں "بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے جو خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا" وہ ایماندار کا ایماندار ہی ہے۔ کیا اس کے ایمان میں حضرت مسیح موعودؑ کے انکار سے کوئی خلل نہیں آتا۔ جب صاف احکام حضرت مسیح موعود آپ لوگوں کے سامنے موجود ہیں اور قرآن کریم بھی آپ کی تائید کر رہا ہے۔ تو آپ لوگوں کا پھر وہی حساب مرغے کی ایک ٹانگ۔ دوسری ندارد۔

ذرا آگے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱۴) "یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں۔ کہ قرآن کے دلائل بیان کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے۔ اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل کو رد کیا جائے۔ تو امان اُٹھ جائیگا۔ اور اس سے لازم آئے گا۔ کہ قرآن کے تمام دلائل جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہیں۔ سب کے سب باطل اور ہیچ ہیں"

گہری سوچ کا مقام ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ کا انکار قرآن اور رسول کریم صلعم پر زد نہیں ڈالتا۔ کیا یہ زد آپکی نگاہوں میں ایک معمولی ڈانٹ ہے۔ کیا اس معمولی زد (اہل پیغام کے خیال میں) سے قرآن کریم کی تکذیب لاحق نہیں ہوتی۔

(۱۵) کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں کو یہود اور قارون۔ اسکریوطی اور ابوجہل سے مشابہت بیان نہیں فرمائی۔ لو سنو :-

"میں وہ درخت ہوں۔ جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے ..... وہ قارون۔ یہودا۔ اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے"

(اربعین ۳ صـ۱۶)

اب اہل پیغام کی مخالفین سلسلہ ہذا کے متعلق کیا رائے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ تو اوپر درج ہے۔ آپ جانیں آپ کا کام :

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۶) ہائے ظالمو! اور نہ سہی تو کم از کم اربعین ۲ صفحہ ۱۷ کی عبارت کو ہی ذہن میں جگہ دے دیتے :۔

"ان کو کہدے۔ کہ خدا کی طرف سے نور تمہارے پاس آیا ہے۔ پس اگر تم مومن ہو۔ تو انکار مت کرو۔ جو لوگ کافر ہوئے اور خدا کی راہ کے مزاحم ہوئے"

کیا اس سے اتنا بھی آپ اخذ نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا انکار خدا کی راہ کا مزاحم ہوتا ہے۔ اور کیا خدا کی راہ کا مزاحم ہونا کوئی معمولی بات ہے؟

(۱۷) اے متعصب غیر مبائعین! کیا آپ لوگوں کو حقیقۃ الوحی استفتاء صفحہ ۹ کی عبارت مسیح موعود پر حملہ تمام نبیوں پر حملہ ہے پر بھی کبھی نظر نہیں پڑی جب حضرت مسیح موعود پر حملہ سابقہ تمام نبیوں پر حملے کے برابر ہے۔ تو کیا مخالفین سلسلۂ جو مکفر مکذب یا متردد ہیں سابقہ نبیوں پر بھی حملہ آور نہیں کہلا سکتے۔

(۱۸) پھر کیا ہی وضاحت ہے :۔

"مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

اللہ اللہ۔ کیا ہی سنگ دل انسان ہیں۔ جو اس عبارت سے بھی موم نہیں ہوتے۔ للہ ذرا غور کرو۔ آخری راہ کو نہ قبول کرنا کوئی معمولی جرم نہیں۔ آخری نور سے روشنی نہ حاصل کرنا قیامت کے دن بھٹکے پھرنے کے مترادف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہونے کے بغیر تاریکی ہی تاریکی ہے۔ ایک مامور من اللہ کے بیان اور دعویٰ کو جھٹلانا کوئی معمولی بات نہیں۔

(۱۹) سنو! کشتی نوح صفحہ ۶۶ کیا فرماتی ہے :۔

"اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو..... جس بات پر تم نے زور مارا ہے۔ اور جس جگہ تم نے قدم رکھا ہے۔ اسی جگہ یہودیوں نے لوکھا تھا"

مخالف علماء کے بارہ میں کیا ہی سلیس فتویٰ ہے۔ کیا اس عبارت کی تشریح اہل پیغام فرمائینگے۔ تاکہ پبلک پر واضح ہو جائے۔ کہ ان کا دائرہ اسلام بیچ اس مسئلہ کے کیا کچھ کہتا ہے۔ اور یہودیوں سے مشابہت انہیں کہاں لے جا چھوڑتی ہے۔

(۲۰) پھر کشتی نوح صفحہ ۷ کی عبارت پڑھیئے۔

"ان مولویوں پر افسوس..... مگر وہ لوگ جو ابوجہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اس طریق کو اختیار کرتے ہیں۔ جو ابوجہل نے اختیار کیا تھا"

کیا مخالف مولویوں کی ابوجہل سے مشابہت اور ان کا طریق ابوجہل کا طریق بیان ہونا کوئی سرسری فقرہ ہے۔ ابوجہل کے متعلق دائرہ اسلام کیا رائے دیتا ہے۔ ذرا وضاحت کی ضرورت ہے۔ لیکن تحمل اور سنجیدگی سے۔

(۲۱) اب رہا مسئلہ تکفیر کے متعلق سو ملاحظہ فرمائیے۔

"تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں۔ کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے..... تمہارے پر حرام ہے۔ اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر۔ مکذب۔ یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو..... اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم۔ یعنے جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا" (حاشیہ اربعین ۳ صفحہ ۳۴)

اس میں تکفیر کرنے والوں۔ تکذیب کرنیوالوں اور تردید کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق صاف حکم ہے کہ قطعی حرام ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ ان تین صفات کے علاوہ جو مسلمان منکر مسیح موعود ہوں۔ ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اس کے متعلق ملاحظہ ہو۔

"جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ اس وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے..... خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے..... جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا..... علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

ان ہر دو حوالہ جات میں ذیل کے امور قابل غور ہیں۔

(۱) مکفر۔ مکذب۔ متردد کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔

(۲) مسیح کے نزول پر دوسرے دعویٰ اسلام کرنے والے فرقوں کو بکلی ترک کرنے کا حکم ہے

(۳) فقرہ ۱ کے خط کشیدہ الفاظ کے علاوہ جو منکرین حضرت مسیح موعود کی زد کے نیچے آئیں۔ وہ سب سے بڑے کافر (جوابی تکفیر کے حساب سے) ہیں۔ کیونکہ اگر (نعوذ باللہ) حضرت مرزا صاحب مفتری ہیں۔ تو وہ نہ صرف کافر بلکہ بڑے کافر ہیں اور اگر وہ مفتری نہیں۔ (اور ضرور ایسا ہی ہے) اور منجانب اللہ ہیں۔ تو یہی بڑا کفر فوراً یا بندہ منی آرڈر کے رقم نہ وصول کرنے پر منی آرڈر واپس فرستندہ کو بھیجنے کے طریق پر ان پر واپس لوٹ کر پڑے گا۔ اس طریق پر جوابی تکفیر کے وزن میں فرق نہیں آسکتا۔

(۴) علاوہ اس کے حضرت مسیح موعودؑ کے منکرین خدا اور رسول کے بھی منکرین بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے کیا اہل پیغام بتا سکتے ہیں۔ کہ کیوں ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۲) ان سے رشتہ ناطہ

بقیہ مضمون دیکھو صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

بھائی سیوا سنگھ صاحب کے ٹریکٹوں پر ایک نظر

نمبر ۳

(از گیانی واحد حسین صاحب احمدی مبلغ)

جھوٹ نمبر ۱۲ - بھائی صاحب لکھتے ہیں۔

"کیا قرین قیاس ہو سکتی ہے۔ کہ وہ گورو نانک صاحب جنہوں نے بقول ایڈیٹر نور ہندوؤں کے تیرتھوں پر لاکھوں آدمیوں کی موجودگی میں جگن ناتھ ہردوار وغیرہ جگہوں پر پہنچ کر کھری کھری باتیں سنا۔ ان کے دلوں کو سچائی کی طرف کھینچا۔ وہ اُس محمدؐ صاحب کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ جو مکہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مدینہ کے یہودیوں میں پہنچکر حضرت عیسےٰ کی تعریف میں پل باندھ دیئے۔ (دیکھو مریم۔ العمران۔ مائدہ) ..... اور مسلمانوں کو حکم دیا۔ اب کعبہ کی طرف نہیں۔ بلکہ یورشلم (حضرت عیسےٰ کی ولادت گاہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ جب ان کی اس چال کو دیکھ کر یہودیوں نے نرمی اختیار نہ کی تب حکم دیا۔ کہ اب کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔"

(گورو نانک صاحب اور اسلام صفحہ ۱۶ و ۱۷)

بھائی سیوا سنگھ صاحب کی اس تحریر میں کئی ایک باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) یہ کہ مکہ معظمہ میں حضرت نبی کریم صلعم پہلے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

(۲) مدینہ کے یہودیوں میں پہنچکر حضرت عیسےٰ کی تعریف میں پل باندھ دیئے۔

(۳) پھر آپ نے کعبہ کی طرف سے منہ ہٹا کر یروشلم حضرت مسیح کی ولادت گاہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

(۴) جب اس چال سے بھی یہودی نرم نہ ہوئے تو پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

ناظرین بھائی صاحب کی اس تحریر کے چار حصے میں نے کئے ہیں۔ اور ہر ایک کے متعلق علیحدہ علیحدہ عرض کرتا ہوں۔

نمبر ۱ - بھائی صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ پہلے مکہ میں آنحضرت صلعم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ پھر مدینہ کے یہودیوں کی خاطر یروشلم کیطرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ خالصہ سماچار کے فاضل ایڈیٹر کی تاریخ اسلام سے شرمناک بے علمی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کیا بھائی سیوا سنگھ یا اس کا کوئی حمایتی ثابت کر سکتا ہے۔ کہ مکہ میں آنحضرت صلعم پہلے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہٗ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ پھر مدینہ پہنچ کر مدینہ کے یہودیوں کو خوش کرنے کے واسطے یروشلم (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ بعد ازاں پھر مکہ کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھنے لگ گئے۔ بھائی صاحب نہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل والا معاملہ ہے۔ اگر آپ کو اسلام کے متعلق کچھ لکھنے کا شوق ہے۔ تو پہلے کسی جید مسلمان استاد سے اسلامی تعلیم حاصل کرو۔ بعد میں لکھو۔ تاکہ ندامت نہ اٹھانی پڑے۔

نمبر ۲ - آپ نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اتنے بُزدل تھے۔ کہ مدینہ کے یہودیوں میں پہنچکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعریف میں پُل باندھ دیئے۔ کیا ایسے شخص کا پیرو گورو نانک ہو سکتا ہے۔ حالانکہ بھائی صاحب کو یہ علم نہیں کہ یہودیوں میں عیسےٰ علیہ السلام کی تعریف کرنا ہی تو بہادری تھی۔ کیونکہ یہودی مسیح علیہ السلام کے اشد دشمن تھے۔ جو کہ نام تک سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ایسے دشمنوں میں جا کر عیسےٰ علیہ السلام کو پیش کرنا جوانمردی اور بہادری تھی۔ بھائی صاحب کی اسلام سے ناواقفی کی بھی حد ہو گئی ہے۔ جن کو یہ علم نہیں کہ یہودی عیسےٰ علیہ السلام کے دوست ہیں۔ یا دشمن۔

نمبر ۳ - تیسرا جھوٹ جو آپ نے بولا ہے وہ یہ ہے۔ کہ حضور آنحضرت صلعم نے کعبہ کی طرف سے لوگوں کا منہ ہٹا کر یروشلم کی طرف جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ تھی۔ منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ بھائی صاحب کیا عرض کروں۔ آپ کی عقل کو کیا ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے کعبہ کی طرف سے منہ ہٹا کر یروشلم کی طرف منہ کرنے کا حکم ہرگز نہیں دیا۔ بلکہ گذشتہ نبیوں کی طرح شروع سے ہی حضور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے یہ لکھ کر سخت غلطی کی ہے کہ کعبہ کی طرف سے منہ ہٹا کر بیت المقدس کو منہ کرنے کا حکم دیا۔

نمبر ۴ - آپ کا یہ کہنا کہ جب اس چال سے یعنے یروشلم جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ ہے کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے سے بھی یہودی نرم نہ ہوئے۔ تو پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگ گئے۔ سیاہ جھوٹ ہے۔ اے بابا آپ کی عقل کو کیا ہو گیا۔ بھلا اگر آپ کا ہی کہنا مان لیا جاوے۔ تو بتاؤ کہ یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے کیسے نرم ہو سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ بلکہ وہ تو پہلے سے بھی زیادہ ناراض ہونے چاہئیں تھے۔ بھائی جی! بیت المقدس کی طرف منہ کرنا یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے نہ تھا۔ وہ تو گذشتہ انبیاء کی طرح حضور شروع سے ہی اُس طرف منہ کرکے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ بعد میں جب خدا تعالیٰ نے حکم دیا۔ تو حضورؐ نے اُدھر سے منہ ہٹا کر کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا۔ پس ثابت ہُوا کہ بھائی سیوا سنگھ صاحب اسلامی تعلیم سے بالکل بے بہرہ بلکہ اپنے مذہب سے بھی کورے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۳۔ بھائی صاحب لکھتے ہیں۔ "یہ سنگ اسود شکل صورت و بناوٹ کے لحاظ سے ہر طرح شولنگ ہے۔" (گورو نانک صاحب اور اسلام صـ۲۸)

یہ بالکل غلط ہے۔ سنگ اسود کی شکل و صورت و بناوٹ ہرگز شولنگ کی طرح نہیں۔ شولنگ کی شکل و صورت و بناوٹ گول ہوتی ہے اگر بھائی صاحب سری دربار صاحب کی پرکرما ل کے مشرقی کونہ میں جہاں شولنگ کا استھان تھا درشن کر لیتے تو ان کو اِس بے ہودہ سرائی کی جرأت نہ ہوتی۔ سنگ اسود ایک چار کونے کا پتھر ہے جو دیوار میں چُنا ہُوا ہے۔ چار کونے والے پتھر کو شولنگ بتانا آپ کی جہالت کا ایک بین ثبوت ہے۔ سنو! سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ صاحب نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے۔

"مکے وچ کوئی شولنگ نہیں سی چاہو پراچین سمیں کعبہ بُتاں کرکے پور بک سی۔ اور بُت پرستی دا مول روپ "سنگ اسود" جس دے چُمیں بناں حج پورا نہیں ہو سکدا ہن بھی کعبے دی دیوار وچ برلج رہیا ہے۔ اس پتھر نوں محمدؐ صاحب بھی چُمدے رہے ہن۔ ایہہ شولنگ دا انگ نہیں ہے۔" (گورمت سدھاکر صـ۲۷)

مطلب۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مکے میں کوئی شولنگ نہیں۔ گو پورانے زمانہ میں کعبہ بُتوں کی وجہ سے مشہور تھا۔ اور بت پرستی کی اصل وجہ سنگ اسود تھی۔ جس کے بوسہ دیئے بغیر حج پورا نہیں ہوتا۔ (بھائی صاحب نے بوسہ دینے کو بت پرستی سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ احمدی) اب وہ پتھر یعنی سنگ اسود کعبہ کی دیوار میں لگا ہُوا ہے۔ یہ شولنگ کا کوئی حصہ نہیں۔

کیوں بھائی سیوا سنگھ صاحب! تسلی ہوئی یا ابھی کچھ کسر باقی ہے؟ کیا کبھی پھر بھی تحقیق کے بغیر قلم اٹھاؤ گے۔ آپ کو یاد نہ تھا۔ کہ احمدیہ جماعت تمہاری تحقیق کی دھجیاں اڑا دیگی۔

جھوٹ نمبر ۱۴۔ قرآن میں لکھا ہے.....

مطلب۔ پس درست کیا سات آسمانوں کو۔ لیکن گورو نانک صاحب بغداد کے ایک پیر کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

لکھ پتالاں پتال۔ لکھ اکاشاں اکاش
..... لیکھا ہوئے نا لکھئے

(جپ صاحب)

صرف فرمایا نہیں۔ بلکہ پیر کے لڑکے کو ہمراہ لے جاکر ان بے شمار ستاروں اور سیاروں کو بجائے خود ایک ایک زمین دکھا کر ان کے آسمان گنوا کر اس کے منہ سے سات نہیں۔ بلکہ بے شمار آسمان ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور اسے اپنا معتقد بنایا۔" (گورو نانک صاحب اور اسلام صـ۳۰)

بھائی صاحب اگر اُس پیر صاحب کا نام لکھ دیتے تو سارا ہی پول کھُل جاتا۔ جنم ساکھی بالا و منی سنگھ میں اُس پیر کا نام محی الدین اور بھائی گرداس نے "دستگیر" اور گیانی گیان سنگھ اور سردار سندر سنگھ ایم۔ ایس۔ سی پروفیسر گورو نانک کالج گوجرانوالہ نے "عبدالقادر" بتایا ہے۔ محی الدین دستگیر عبدالقادر ایک ہی پیر کا اسم مبارک ہے

جو گورو نانک صاحب سے کئی سو برس پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ یہ سکھ مصنفوں کی غلط بیانی ہے۔ جس کو سیوا سنگھ صاحب نے صرف پیر کہکر چھپانے کی کوشش کی ہے۔ جب پیر ہی کئی سو برس پہلے گذرے ہیں۔ تو ان کے سوال کرنے اور ان کے بیٹے کو آسمانوں پر لے جانے کا سارا قصہ ہی غلط ہو گیا۔

اب رہا لکھ پتالاں پتال وغیرہ کا کیا مطلب ہے سو واضح ہو کہ اول تو بھائی صاحب نے شبد غلط لکھا ہے۔ گرنتھ میں اس طرح مرقوم ہے۔

"پتالاں پتال لکھ آگاساں آگاس
اوڑک اوڑک بھال تھکے وید کہن اِک وات"

(گرنتھ صاحب صـ)

غلط شبد کے علاوہ اگر بھائی صاحب نقطے نہ دیتے بلکہ سارے الفاظ ہی تحریر کر دیتے تو اس میں ان کو جواب ملجاتا۔ وہاں لکھا تھا۔ "وید کہن اِک وات" یعنی لاکھوں پتال ہیں۔ اور لاکھوں آکاش ہیں۔ یہ بات وید کہتے ہیں۔ ان کا اپنا مت نہیں۔

ناظرین! بھائی صاحب کے نقطے دینے کی غرض آپ سمجھ گئے ہونگے۔ "صرف وید کہن اِک وات" والے فقرے کو چھپانے کیلئے تھی۔ جس کے ظاہر ہو جانے پر آپکو سوائے شرمندگی کے اور کچھ نہ ملتا۔ بھائی گرداس نے سات آکاش اور سات پتال لکھے ہیں۔ سنو!

"دست اکاش پتال ست وسگت کرا پریرے چلیا"

(وار ۷ پوڑی ۷ صـ۶۱)

بھائی گرداس نے اس جگہ سات زمین اور سات آسمان لکھے ہیں۔ پھر گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں

ساتوں اکاس ساتوں پتال۔ بیٹھ لیو ادرسٹ جہہ کرم جال"

(دسم گرنتھ۔ اکال استت)

کیوں بھائی صاحب قرآن مجید پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہو آپکے گورو نے بھی سات زمین اور سات آسمان لکھے ہیں۔ اور سکھ کتب میں اکثر دفعہ چودہ لوک کا ذکر آتا ہے بھائی صاحب انکو کہاں چھپائیں گے۔ پھر گورو نانک صاحب فرماتے ہیں "ساتوں آسمان وچ فرشتے ہیں چوداں طبق ہیں۔ سات طبق اوپر سات طبق تلے زمین ہیں۔ (جپ صاحب)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں مسجد فاروق کے صحن میں طبع ہوکر دفتر فاروق قادیان سے شائع کیا)